64-ാമത് കേരള സ്കൂൾ കലോത്സവം
2026 ജനുവരി 14 - 18 തൃശ്ശൂർ

Item Code: 647

64-ാമത് കേരള സ്കൂൾ കലോത്സവം, തൃശ്ശൂർ ★ പ്രോഗ്രാം കമ്മിറ്റി ★
തിയ്യതി..................

Participant Code: 007

جدآئی کا آواز

وہ ایک سنہری دن کا دلچسپ آمدگاری تھی۔ لوگ اپنے اپنے
حاجت کے مطابق بازار میں ادھر ادھر چکر لگا رہے ہیں۔ چڑیاں اپنے
کھانے کے تلاش میں بچوں کو گھونسلے میں چھوڑ کر کہیں اڑ گئی ہے۔
باغ کا پھولوں اپنے خوبصورت رنگیں دکھا رہے ہیں اور وہ نرم
دل والوں پر قبضہ جما رہے ہیں۔ سبھی بچوں اپنے اپنے باگ
اور کھانا اٹھا کر اسکول کے اور باگ رہی ہے۔

کچھ دیر ہی ہوا تھا کہ ایک ہاسٹل کے کوٹھی کونے سے ایک آواز نکلا۔
"ارے سالم اٹھو تو...! دیر کتنے ہوئے ہیں! کیا آج تم بستی
نہیں لوٹنے والے ہیں....؟ ہوائی جہاز کا فرصہ کھونا نہیں ہے تو
جلدی اٹھو...!"

راہل کہا۔ وہ اس ہاسٹل کا ایک ملازم تھا۔ وہ بہت نرم دل اور
اچھے سلوک کے صاحب تے۔ اور سب سے اہم وہ سالم کا دوست تھا۔ جو
لگ بھگ دس سال پہلے اس قوم افریقہ کے کوٹھی کونے میں اپنے خاندان
کے بھوک مٹانے کے عرض میں آئے تھے۔

سالم کا پتاجی لگ بھگ گیارہ سال پہلے مرے تھے جب وہ بارہ عمر
کے بچے تھے پھر وہ اپنے خاندان کے ذمہ داری خود اپنے کندھوں
پر اٹھائی۔ بستی میں موجودہ سبھی کام کرتے ہوئے وہ اپنے خاندان
کے بھوک مٹانے کا پیسے کمانے کا کوشش کرتے تھے لیکن زیادہ تر دس
روپیہ سے زیادہ نہیں ملتے تھے۔ آخرکار وہ اپنے ماتاجی کے نصیحت کے
مطابق اپنے انیسواں سال میں اپنے بستی میں خاندان، گھر اور اپنے

قوم "فلسطین" کو بھی چھوڑ کر یہاں افریقہ میں آئے تھے۔

افریقہ میں بھی اس کا زندگی زیادہ بہتر نہیں تھا کہ وہ ایک تاجر کا دکان میں ملازمی کام اٹھانے پر قرار لگایا اور اگلے دن سے ہی کام کرنا شروع کیا۔ قرار کے مطابق اسے ماہنامہ دس ہزار روپیہ ملنا تھا۔ لیکن وہ تاجر جس کے نگرانی میں وہ کام کرتے ہیں سارے وقت اسے اپنے کام کا کوئی نہ کوئی نقصان ۔ جو اصل میں خیر تھے۔ کے بارے میں بہت ستاتے تھے اور اسکا اجر میں بہت پیسے کم کرتے تھے اتنے کہ دس ہزار روپیہ جو اسے ملنے تھا وہ صرف دو ہزار دیتے تھے۔

سالم بڑا ہمت والا تھا کہ اس جیسے بڑے بڑے مصیبت کو بھی اس کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا۔ وہ اپنے دل کے سارے قوت اٹھا کر برداشت کرتے رہے اتنے کہ وہ اپنے دن بھر میں کھانا نہیں کھاتے اور پورے پیسے اپنے خاندان کے بہتر چلاتی کے لیے آسمان اور زمین ایک کرکے کوشش ادا کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے جیب نہیں بھرا سکا۔

اتنے کہ وہ چار سال گزرنے کے بعد اپنے بستی لوٹنے کا قرار اٹھایا اور اسی ارادہ میں اپنے دل بھر ساتھی راہیل کے ساتھ "آفریقہ ایئرلائنس" میں گیا اور اپنے گھر لوٹنے کی ہوائی جہاز کے تذکرہ نکالنے کا کاروباری کیا۔ لیکن اس کے لیے اسکا پاس پورٹ چاہیے تھے جو کئی مہینے پہلے ہی "ٹائم آوٹ" ہو گئے تھے اور ناقابل تیقین بن گئے تھے۔

تو اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سالم اور راجو مل کر "سول مکتب" میں حاضر ہوا اور اپنے شخصیت بیان کرنے والے سارے کاغذات دکھا کر اپنے پاس پورٹ کے قیمتی زیادہ کر دیا - لیکن مشکلہ یہ تھا کہ صرف یہ کام کے لئے ہی تیس ہزار روپئے ہوئے تھے جو سالم پہلے نہیں تیار کیا تھا۔ اس لئے راجو ہی اپنے پیسے دیا۔

دو دن بعد جب اب دونوں نے "آئر پورٹ" جاکر ہوائی جہاز کی تذکرہ کے زیادہ بیانات حاصل کیا - لیکن تبھی ایک نئے مشکلہ پیش آئے کہ افریقہ اور امریکا اسی وقت ایک جنگ میں تھا جس لئے افریقا کے اندر آنے والے اور باہر جانے والا سارے ہوائی جہازوں پر رکاوٹ برقرار کیا گیا تھا - اسی لئے سالم کو تذکرہ نہیں حاصل کر سکا اور نہ کوئی زیادہ بیانات بھی مل سکا۔

اداسی سے وہ اپنے گھر لوٹے - اس کے دل بھی وہ بچپن میں چھوٹ آئے خاندان کے بارے میں تھے - وہ سنہری مسکراہٹ والا اپنی دل کے سیپارا ننی منی بہن اور زندگی کے ہر ایک نکاوٹ کے وقت ساتھ دیکر ہمت دینے والا پیارہ ماں - اب تو انھیں ایک بار بھی ملنے ہے تو افریقہ اور امریکا کے جنگ ختم ہونے تھا - جو بتا نہیں سکیے کہ کیا سالیں، مہینیں، یا ہفتیں کتنے لیگا۔

وہ دکھدار واقعہ کے بعد آج چھ سال گزر گئے ہیں - افریقہ کے زندگی کا دسویں سال تھا وہ - اور وہ اس کے زندگی کے تیتیسی عمر میں پہنچ گئی تھی - جنگ کے سبب سے اسے اپنے خاندان کے ساتھ باتیں تو اسل نہیں کر سکا کے سارے ہی افریقہ

خط بھیجنے کا مکاتب پر فیس اور اجرت آسمان تک اٹھ گئے۔
سچ ہے کہ اسکے پاس ایک نئے "فون" تھے لیکن اسکے غریب
خاندان کے پاس کوئی فون نہیں تھا۔

ان سارے واقعات کے بعد آج وہ خوشمند دن ہے کہ سالوں
کے انتظار کے بعد آج وہ اپنے بستی لوٹنے والے ہیں۔ اسکے
لئے جنگ ختم ہونے کا دو مہینہ پہلے وہ تذکرہ حاصل کیا
رکھا تھا اور اپنے گھر میں ایک خط لکھا تھا۔ چنانچہ جوابی
خطاب تک اس کے گھر میں نہ آئے تھے۔

اس کے دل میں کئی ایسے سوالات ہیں کہ اسکا جواب وہ بھی
نہیں جانتے۔ اپنے چھوٹی بہن کے پڑھائی کیا ہوا ہوگا۔ کیا اس
کا شادی ہوئی ہوگی...؟ کیا اماں کی دوائیاں خریدنے کے لئے پیسے
کافی تھے...؟ کیا گھر کا نقصانات حل ہوا ہوگا...؟" وغیرہ ہیں
سوالات۔

ان سارے سوالوں کے جواب حاصل کرنے کے لئے اب وہ اپنے
بستی لوٹنے والے تھے۔ ہوائی جہاز کا آمدگاری لگ بھگ ایک دسویں
گھنٹے میں تھے۔ نویں گھنٹے گزرنے کے پہلے ہی وہ ایرپورٹ میں
پہنچ گئی۔ آنسو بھری آنکھوں سے وہ راہل سے کھلے رکھاتے اور
تیز کانپنے والے پیروں سے وہ اپنے انتظاری گاہ میں حاضر
ہوا۔

ہوائی جہاز مقرر وقت میں ہی حاضر ہوا تو وہ دوڑتے اس
میں داخل ہو گیا اور اپنے جگہ میں آرام سے بیٹھ گئے۔ کچھ ہی

(Note: This page will be scanned to publish the article in schoolwiki. So, Write neatly. Don't fold paper. Don't write overleaf).

دیر گزرا ہوا تھا کہ اپنے پاس والا مقعد کے آدمی آگئی - جو دیکھنے میں ایک موٹے پتلو تھا - پھر بھی وہ اس کے بات کرنے کا ہمت اٹھایا - وہ اس سے پوچھا -

"نام کیا ہے...؟"

"الکس"

"کہاں جا رہا ہے؟"

"اسرائیل"

الکس ایک مسکراہٹ چہرے سے اسے دیکھا اور جلدی ہی اپنے فون میں کچھ باتیں تلاش کر لیا اور چہرے میں کچھ عجیب سی ہنسی دکھا کر وہ اسکے بارے میں پوچھا۔

"میں سالم! فلسطین جا رہا ہوں....!"

یہ بات سننے ہی الکس کے چہرے رنگا رنگ ہوگئے- نہیں سمجھ سکتے کہ کیا وہ غصہ واضح ہو رہی ہے یا کوئی دلچسپی- لیکن ایک بے ثابت آواز میں وہ پھر بھی پوچھا۔

"فلسطین میں کیا ہے.....؟"

"میں دس سال پہلے وہاں چوڑ جاتے تھے- آج میں اپنے خاندان سے دوبارہ ملنے والا ہوں۔ میں بہت خوشی میں ہوں کہ خدا ایک ایسی موقع مجھے عطا فرمائے....!"

"میں نہیں سمجھتے کہ یہ کوئی خوشی کا بات ہے...! کیونکہ ہمارا قوم فلسطین اب اتنی بہتر حال میں نہیں ہیں- فلسطین جو جنگ ہمارے دولت اسرائیل سے مارے ہیں اس میں اسکا سارا مال و دولت

امن و چین دلٹ پلٹ ہوتی ہے"

سالم کے چہرے جو سفید تھے اچانک سے گہری اندھیرا چھانے لگے۔ اداسی اسکا دل کھو ہوا ہے۔ اب وہ جان لیا کہ کیوں اپنے ماتاجی اتنے دن کے بعد بھی اس کا خط کا جوابی خط کیوں نہیں بھیجے۔ اس کا دل کے دستک بڑھتا ہی رہا۔ اسے کوئی سلامت نہیں ملے۔ زندگی کے قدر ہی وہ اپنے ماتاجی اور بہن کو پیار رکھی تھی۔ لیکن اب وہ اس کے رہائی میں شک والا ہے۔ ان کے زندگی کے بقا میں شبہ دار ہوں۔ نہیں سمجھنے کے کیا کرے...؟

"اماں... کہاں ہو...؟"

یہ بات رہتے رہتے وہ آنسو بہانے لگے۔ ہوائی جہاز کے دوسرے ہم سفروں اسکے چہرے میں دیکھنے لگے۔ انھوں نہیں سمجھا کہ اس سے کیا بتائیں۔ غصہ دکھانا ہے۔ یا تسلی بتاتا ہے؟ سبھی آپس دیکھنے لگا۔ لیکن اس کے قدر کے مطابق اسکے تسلی کرنے اور اسے امید اور امنگ دینے کے کوشش کیا۔

پھر بھی اسکا دل کوئی سکون نہیں پایا۔ وقت لگ بھگ دو پہر ہوتے تھے۔ ہوائی جہاز "فلسطین انٹرنیشنل ایئر پورٹ" میں حاضر ہوا۔ گھنٹی اٹھنے سے صلا دکھانے کہ کئی جلدی اٹھ جائے۔ سالم فورا اپنے بائگ وغیرہ اٹھا کر جہاز سے نکلنے دوڑنے لگے۔ وہ کوئی گاڑی ملنے کے انتظار کر رہا تھا کہ۔ پیچھے سے کوئی آواز اسے روک لیا۔

"ارے رکو...! میں بھی آتا ہوں...!"

پیچھے مڑ دیکھا تو وہ الکس تھا وہ ایک نئی جدید گاڑی میں آرہے تھے۔ سالم کے پاس پہنچتے ہی وہ اسے اپنے گاڑی میں چڑھنے کہا۔ وقت کے ضیقت اور مشکلیت سمجھتے ہوئے وہ گاڑی میں چڑھ گیا۔ سالم کو دلی سکون نہیں ملا کہ ایک اسرائیلی کو ہاتھ باندھ نہیں یقین رکھ سکے۔

سالم اسے پوچھے کہ وہ کہاں جا رہے تھے تو وہ بتایا کہ مجھے یہاں ایک کاروبار غلاف ہے جس کے اثریٹ پر تفتیش کرنے کے لئے میں ماہنامہ یہاں پہنچے ہیں۔ اب تو میں سمجھا کہ یہ گھاٹی پیر جوڑنے میں مجھ سے زیادہ تم مستحق ہو۔ کوئی شرم نہ لگاؤ کہ میں اسرائیلی نہیں کیونکہ میں اسرائیلی ہونے سے خود شرمتی ہے۔ کچھ ہمارے دولت تم جیسے خاندانوں کے سر نکالتے ہے۔

یہ بات سن کر سالم کے آنکھوں پر محبت کے آنسو بھرنے لگی۔ اتنے میں وہ سالم کے گھر کے سامنے۔۔۔ نہیں کوئی ریگستان کے گھر کے سامنے پہنچ گئے جہاں اس کا گھر تھا۔ اس نے وہاں دیکھا تو وہاں صرف ٹوٹے پتھروں تھا۔ قریب ہی سے گزرنے والے آدمی سے بات تلاش کیا تو وہ بتایا:

"یہ راماللہ ہے۔۔۔! تلاش سے کوئی فائدہ نہیں۔۔۔! آدھا لوگ مر گئے ہیں اور باقی سب قید رکھ گئی ہے۔۔۔! سمجھو کہ انھوں اب نہیں لوٹنے والے ہیں۔۔۔!"

سالم گہری حیرت میں پڑا۔ اس کا بدن میں کوئی حرکت نہیں پیش آئے۔ پھر بھی اسکے آنکھوں بہتے ہی رہتے تھے۔ اس کے

لبوں سے کتنی کہتی باتیں آنے لگے کہ اتنے میں وہ ایک پاگل کے
طرف پیش آنے لگے۔ پاس کے سب لوگ اسی کو ہی دیکھتے رہے
تھے۔ کوئی بھی اسے نہیں تسلی کیے۔ کیونکہ ان لوگوں کا بھی حال وہیں
تھا۔ بلکہ الکس اسے تسلی کرنے پر سارے جد وجہد ادا کیے۔
"رونامت...! وہ لوگ یہاں کوئی چپ چاپ رہنے ہوں گے...! دو
مہینے میں جنگ ختم ہو جائیگا تو نہیں اسکے باتیں تلاش کر سکے گا"
الکسی کے باتیں وہ سنتے ہی نہیں تھے۔ اس خاموش ریگستان
کے کوشی عجیب کونے میں دیکھتے ہوئے وہ روتے اور چلاتے رہے....
"اے خدا...! میں کیا کروں...؟ میرا گھر اجڑ گیا۔ میرا دیش اُجڑ گیا...!"